اسلام کہتا ہے کہ دنیا میں رہ کر خدا کے بنو اور اسی کے لئے زندگی گذارو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍نومبر ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ ○ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (البقرۃ:۲۰۱،۲۰۲)

ترجمہ یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس دنیا کے آرام و آسائش دے اور آخرت کے متعلق ان کو نہ کوئی یقین ہوتا ہے اور نہ دعائیں ہوتی ہیں نہ اس کے لئے کوشش ہوتی ہے۔ ان کی ساری توجہ اور ان کے اعمال کا سارا دائرہ اس دنیا تک محدود رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ بھی حصہ نہیں ہوتا۔ ایک تو لوگوں کا گروہ یہ ہے۔

انسانوں کا ایک دوسرا گروہ ہے جو یہ دعا کرتا ہے۔ فرمایا: ان میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس دنیا کی زندگی میں بھی آرام و آسائش اور کامیابی وفلاح عطا کر اور اخروی زندگی میں بھی خوشحالی کے سامان، کامیابی کے سامان اور اپنی رضا کے حصول کے سامان پیدا کر۔ اس طرح پر ہر دو جنتوں کا ہمیں وارث بنا، دنیوی جنت

کا بھی اور اُخروی جنت کا بھی اور ہر دو جہنم سے ہمیں محفوظ کر، دنیوی جہنم سے بھی اور اخروی جہنم کی آگ اور اس آگ کے عذاب سے بھی ہمیں بچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ دوسری آیت وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً جو ہے، اس میں رَبَّنَآ کا لفظ پورے پورے شعور کے ساتھ اور اس کے معنی کو سمجھتے ہوئے بولا گیا ہے اور اس میں توبہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ’’رَبَّنَآ‘‘ اور مانگتے ہیں صرف اس دنیا کے آرام وآسائش کو، نہ انہیں رب کی معرفت حاصل ہوتی ہے نہ اس کے معنی کو وہ پہچانتے ہیں اور نہ اپنے زندگی کے مقصود کا انہیں احساس ہوتا ہے اور نہ اس کے لئے وہ کوشاں ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ توبہ کا جو اشارہ ہے اس میں، یہ ہمیں بتاتا ہے کہ انسان ایک وقت تک اللہ کے علاوہ، رب حقیقی کے علاوہ بعض دیگر ارباب بھی اپنے سامنے رکھتا ہے۔ اس نے حقیقی رب، رب کریم کو چھوڑ کے یا اس کے ساتھ ہی دوسرے خدا، ارباب بنالئے ہیں۔ تو یہاں جو اشارہ ہے توبہ کا اس کے یہ معنے ہیں کہ جو ہم نے بہت سے ارباب اس سے پہلے بنائے ہوئے تھے اب ہم ان کو چھوڑتے ہیں اور ان سے تعلق جو تھا ہمارا اس سے توبہ کرتے ہیں اور اے رب حقیقی! رَبَّنَآ! ہم تیری طرف آتے ہیں اس توبہ کے بعد۔ اور جب یہ حقیقی معنے میں استعمال ہو دعا میں تو اس میں درد بھی ہے اس احساس کی وجہ سے کہ غیر اللہ کو رب بنائے رکھا اور سوز وگداز بھی ہے اس غم کی وجہ سے کہ جو رب حقیقی تھا اس سے پورا اور کامل اور حقیقی اور ذاتی تعلق ہم نے قائم نہیں کیا اور اس ہستی کو جو رب ہے اور بتدریج کمال کو پہنچانے والی اور پرورش کرنے والی ہے اس سے ہم دور رہے اور اس حقیقت کو نہیں پہچانا کہ انسان کی زندگی کا ایک مقصد تھا اور یہی دنیا سب کچھ نہیں تھی۔ مرنے کے بعد زندہ رہنا تھا انسان کی روح نے اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو بتدریج ارتقائی ادوار میں سے گزرنے کے بعد پہلے سے زیادہ حسن میں، پہلے سے زیادہ لذت والی خاصیت رکھنے میں ہمیں وہ نعماء ملتی تھیں اور ان کو ہم بھول گئے اور اسی کو سب کچھ سمجھ لیا تو اس درد اور سوز وگداز کے ساتھ انسان کہتا ہے رَبَّنَآ اے ہمارے حقیقی رب! اے رب کریم!! ہم بھٹکے ہوئے تھے، ہمیں تو نے

روشنی دکھائی اور اب ہم تیری طرف لوٹتے ہیں۔ اس معنی میں اس ندا اور التجا میں توبہ کا ایک پہلو بھی ہے لیکن جو رَبَّنَآ کہنے والے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کا ذکر پہلی آیت میں ہے انہیں تو غیر اللہ سے (انہوں نے جو ارباب بنالئے اللہ کے علاوہ ان سے) انہیں چھٹکارا نہیں ملا، وہ اللہ پر بھی ایمان لاتے ہیں بظاہر، اپنے حیلوں پر اور دغا بازیوں پر بھی بھروسہ رکھتے ہیں جھوٹ اور افتراء پر ان کا توکل ہے۔ اپنے علم اور قوت پر ان کو گھمنڈ ہے، اپنے حسن یا مال یا دولت پر ان کو فخر ہے، چوری اور راہزنی اور فریب کو انہوں نے اپنا رب بنایا ہوا ہے اور ساتھ ہی ربِّ حقیقی کو بھی پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دنیا کا مال ہمیں دے، مال حلال ہو یا حرام ہو ہمیں دنیا کا مال چاہیئے، اس دنیا کا اقتدار دے خواہ وہ تیرے بندوں کی خدمت کرنے والا ہو یا نہ ہو، جو حیلے اور دغا بازیاں ہم کریں، جو جھوٹ اور افترا ہم باندھیں، جو علم ہم نے حاصل کیا ہو، جو قوت تو نے ہمیں عطا کی ہے اس کو صحیح استعمال کریں یا غلط ہماری منشاء کے مطابق ان کا نتیجہ نکال اور اس دنیا میں ہمیں کامیاب کر، ہمارے ذاتی حسن جسمانی حسن کے لوگ عاشق بنیں اور حقیقی حسن جو اخلاق کا حسن، روح کا حسن ہے وہ ہم میں پیدا ہو یا نہ ہو وغیرہ وغیرہ، سینکڑوں بت ہیں جو بنائے ہوئے ہیں۔ رب کے علاوہ سینکڑوں رب ہیں جن کی پرستش کرتے ہیں اور جو رب حقیقی ہے اس کی دھندلی سی تصویر کو جس کی حقیقت اور معرفت ابھی انہوں نے حاصل نہیں کی اس کو بھی اپنے سامنے رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور دعا یہی ہوتی ہے کہ یہی دنیا ہے سب کچھ اس دنیا میں صحیح یا غلط طور پر ہمارے رفعتوں کے سامان دنیوی لحاظ سے کر دے اور ہمیں اونچا کر دے، ہماری قوت کو زیادہ کر دے خواہ وہ ظالمانہ ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارے فریب کو اور ہماری چوری کو ننگا نہ ہونے دے اور جو ہم فائدہ حاصل کریں چوری کے ذریعہ سے وہ مال ہمارے پاس ہی رہے اصل مالک کے پاس واپس نہ جانے پائے۔

یہ دعا ہے ان کی جب وہ کہتے ہیں کہ اس دنیا کی چیز ہمیں دے دے اس حال میں کہ آخرت کا، خدا کے پیار کا، خدا کی نعمتوں کا ان کے دماغ میں صحیح تصور قائم نہیں ہوتا۔ وہ جو رَبَّنَآ کہا گیا ہے۔ پہلی آیت میں جس کا تعلق مانگنے والوں کا تعلق، وہ ندا کرنے والوں کا تعلق صرف اس دنیا اور اس دنیا کی زندگی کے ساتھ ہے لیکن یہ جو دوسرا گروہ ہے وہ تو ربِّ حقیقی کو

ماننے والا ہے اور غیر اللہ سے کامل طور پر قطع تعلق کرنے کے بعد جو حقیقی مولا اور رب ہے اس کی طرف وہ رجوع کرنے والا ہے اور اسی کے سامنے سرِ نیاز کو جھکانے والا ہے اور اس کے علاوہ ہر شئے کو مرے ہوئے کیڑے جتنی بھی وقعت نہیں دیتا۔

تو جو رَبَّنَآ یہاں دو آیتوں میں ہے ان کے معانی میں فرق ہے ایک معنی وہ ہیں جو ایک دنیادار، دماغ کے ذہن میں ہیں اور جو حقیقی معنے نہیں، جس میں خدا کی خوشنودی کے حصول کے لئے رَبَّنَآ کی ندا نہیں کی جاتی۔

اور ایک دوسرے معنی ہیں جو ایک عارف کی ندا ہے، جو خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت رکھنے والے کی دعا ہے جو خدا کے علاوہ ہر شے سے بیزار ہونے والے کی دعا ہے جو ہر چیز اپنے رب سے پانے کی امید رکھنے والے کی دعا ہے اور وہ دعا یہ نہیں کہ صرف یہ دنیا مجھے چاہیئے۔ دعا یہ ہے کہ اے خدا! اس دنیا کی وہ چیز مجھے نہ دے جو آخرت کی نعماء سے مجھے محروم کرنے والی ہو۔ صرف وہ نعماء اس دنیا کی مجھے دے جو بتدریج تیری ربوبیت کے سایہ میں تیری بہتر سے بہتر نعماء تک لے جانے والی اور تیرے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے میں میری مدد اور معاون ہونے والی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں آنے والے مصائب، شدائد، ابتلا وغیرہ جو ہیں ان سے وہ امن میں رہے۔ (یہ بیان میں اپنے الفاظ میں کر رہا ہوں) اور دوسرے یہ کہ فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور لے جاتی ہیں، دنیوی نعمتوں کا غلط استعمال دنیوی نعمتوں کا مہلک استعمال جن کے نتیجہ میں جسمانی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں جن کے نتیجہ میں ذہنی تنزل بھی پیدا ہوتا ہے، جن کے نتیجہ میں اخلاق بھی جل کے راکھ بن جاتے ہیں، جن کے نتیجہ میں وہ روحانی طاقتیں جو اس لئے انسان کو دی گئی تھیں کہ اللہ تعالیٰ زمین سے اٹھا کر اسے آسمانوں پر لے جائے وہ ضائع ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ تو بعض لوگ جو ایک حد تک رفعتیں حاصل کرتے ہیں وہاں سے گرتے ہیں زمین پر اور ریزہ ریزہ کر دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے۔ تو فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو اسے خدا سے دور لے جانے والی ہیں وہ اس سے نجات پاوے۔

دو چیزوں کی اپنی خوشحالی کے لئے انسانی نفس کو ضرورت ہے۔ مصائب اور شدائد اور ابتلا ان سے امن میں رہے اور فسق وفجور اور روحانی بیماریوں سے نجات اسے حاصل ہو۔

پس دوسری آیت میں اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً جو کہا گیا ہے دنیا کا حسنہ یعنی دنیا سے تعلق رکھنے والی خدا کی نگاہ میں جو اچھی چیز انسان کو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی، انسان ہر ایک بلا اور گندی زیست اور ذلّت سے محفوظ رہے یعنی خدا ہر ایک پہلو سے، دنیا کا ہو یا آخرت کا، اسے ہر بلا سے محفوظ رکھے اور جس رنگ میں خدا دیکھنا چاہتا ہے انسان کو اور اس کے اعمال کو اس رنگ میں اسے اعمالِ صالحہ بجالانے کی توفیق عطا ہو۔

یہ ہے فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کے معنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں اور فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کے معنے آپ نے یہ کئے کہ دنیوی حسنہ کا اس طور پر استعمال کہ جس کے نتیجہ میں اخروی حسنات انسان کو ملیں اور آپ فرماتے ہیں آخرت کا جو پہلو ہے وہ دنیا کی حسنہ کا ثمرہ ہے۔ اس تمثیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی حسنات کو ایک درخت کی شکل میں پیش کیا اور اخروی زندگی کی حسنات کو ان درختوں کے پھل کی حیثیت سے پیش کیا تو جو خدا کا مومن بندہ اور معرفتِ الٰہی رکھنے والا ہے وہ دعا کرتا ہے رَبَّنَآ! اے ہمارے رب! توبہ کرتے ہوئے تیری طرف واپس لوٹتا ہوں، تیرے غیر کو کچھ چیز نہیں سمجھوں گا کامل بھروسہ تجھ پر رکھوں گا، ساری امیدیں تجھ سے وابستہ رہیں گی میری، مجھے جو اس دنیا میں تو نے (جیسا کہ قرآن کریم نے اعلان کیا) ان گنت نعماء سے نوازا ہے ان کے استعمال کی صحیح توفیق دے۔ جس کے نتیجہ میں میری قوتیں اور استعدادیں صحیح نشوونما حاصل کر کے ایسے اعمال صالحہ بجالانے والی ہوں جو تجھے پسندیدہ ہوں جن پر تو مجھے انعام بھی دے، مقبول اعمال صالحہ کی مجھے توفیق دے اور اس کی شکل یہ بن جاتی ہے کہ اگر دنیا کے اعمال اور دنیا کی جدوجہد اور مجاہدہ حسنہ جسے کہا گیا ہے وہ درخت ہے تو اخروی حسنہ جو ہے وہ ان درختوں کے پھل ہیں، اس لئے جب یہ شکل بنی تو ضمناً یہ بات بھی ہمارے سامنے آ گئی کہ اسلام جو ہے وہ رہبانیت ان معنی میں کہ دنیا کی بہت سی جائز چیزوں کو بھی چھوڑ دینا، اس کو جائز نہیں سمجھتا۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ دنیا کو چھوڑ اور میرے پاس آ۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کا صحیح استعمال کر اور

میرے پاس آ۔ اگر چھوڑے گا ناشکرا ہوگا اور خدا کے نزدیک ناشکرا اور کافر ہم معنے لفظ ہیں اور اگر دنیا کو چھوڑے گا نہیں میرے بتائے ہوئے طریق پر میری نعمتوں کو استعمال نہیں کرے گا، میری عطا کردہ قوتوں کو میرے بتائے ہوئے طریق پر خرچ نہیں کرے گا تو جنت سے نکال دوں گا تجھے۔ دنیا کو چھوڑنا نہیں، دنیا میں رہ کر خدا کا بننا ہے، خدا کا ہو کر خدا کے لیے دنیوی زندگی گزارنی ہے، یہ ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً دنیا میں جو حسنہ ملتی ہیں جو چیزیں جو نعماء ملتی ہیں وہ سب اخروی حسنہ کے حصول کا سامان پیدا کرنے والی ہیں۔ موٹی مثال ہے صحت جسمانی۔ صحت کا ہونا خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے اور ایک صحت مند بدمعاشیوں میں بھی اپنی صحت خراب کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیتا ہے لیکن خدا کا صحت مند بندہ خدا کے حضور اپنی صحت کے نتیجہ میں ایثار و اخلاص کے وہ کارنامے دکھاتا ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ مثلاً صحابہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو کسریٰ اور قیصر سے جنگیں ہوئیں ان میں (تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے) اتنا فرق ہوتا تھا تعداد میں۔ مسلمانوں کی تعداد اس قدر کم اور کسریٰ کی حکومت جو بہت بڑی ایمپائر تھی اس وقت کی دنیا میں اور قیصر کی حکومت جو بہت بڑی ایمپائر تھی اس وقت کی دنیا میں ان کی فوجیں پانچ گنا سات گنا بعض دفعہ آٹھ گنا زیادہ ہوتی تھیں۔ اگر پانچ گنا زیادہ بھی ہوں اور ساڑھے سات گھنٹے لڑائی ہو دن میں تو ہر ڈیڑھ گھنٹے کے بعد نئی تازہ دم فوج مسلمان کے سامنے آجائے گی اور ایک مسلمان ساڑھے سات گھنٹے لڑتا رہے گا ہر ڈیڑھ گھنٹے کے بعد تازہ دم فوج میں سے کسریٰ اور قیصر کی فوجوں کا ہر سپاہی صرف ڈیڑھ گھنٹہ لڑے گا۔ مسلمان سپاہی ساڑھے سات گھنٹے ان کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا۔ یہ شکل بنی لڑائی میں۔ میں نے بڑا سوچا اور بڑا ہی حیران ہوا ہوں کہ کس قدر صحت اور عزم ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ نے دیا۔ اگر عزم ہو اور صحت نہ ہو تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ اگر صحت ہو اور عزم نہ ہو تو کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے کہا ہے کچھ ہو نہیں سکتا۔ اب میں کہتا ہوں کچھ نہیں ہوگا تو ان کو صحت بھی دی خدا نے۔ عزم بھی دیا خدا نے۔ تو صحتِ جسمانی دنیوی حسنہ ہے اس دنیا سے جسم کا تعلق ہے۔ خدا کہتا ہے مجھ سے مانگو صحت اس لئے نہیں کہ عیاشی میں اسے ضائع کرو گے اس لئے مانگو کہ میری راہ میں اس کو خرچ کرو گے اور میرے پیار

کو حاصل کرو گے۔ ہر دنیوی نعمت کی ایسی ہی مثال ہے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔

صحت کے علاوہ عزت ہے، دنیوی مال و دولت ہے۔ دنیا کی اولاد ہے خاندان ہیں، عافیت کی فضا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہر چیز جو ہے خدا کہتا ہے مجھ سے مانگو لیکن مجھ سے لے کر میری خوشنودی کے لئے میری بتائی ہوئی راہ پر اسے خرچ کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی تفسیر یہ کی ہے کہ انسانی تجربہ بتاتا ہے کہ جہنم اس دنیا کی بھی ہے۔ جہنم وہ بھی ہے جو مرنے کے بعد ہے (اللہ محفوظ رکھے)۔ خدا تعالیٰ ان پر اپنے قہر کی تجلّی نازل کرنا چاہے گا جہنم میں بھیج دے گا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انسان کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اس ورلی زندگی کے ساتھ طرح طرح کے عذاب اور تکلیفیں لگی ہوئی ہیں۔ خوف کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ خون خرابہ، لڑائی ہو جاتی ہے۔ یہاں میں بعض دفعہ کھیتوں کے کنارے، زمیندار آدھے مرلے پر بھی لڑ مرتے ہیں۔ فقر و فاقہ کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک غربت ہے جو ورثہ میں ملتی اور آگے اگلی نسل کو ورثہ میں چھوڑی جاتی ہے۔ ایک غربت ہے جو ایک امیر آدمی دیوالیہ ہو جاتا ہے اور وہ جو لاکھوں کا مالک ہوتا ہے وہ چند لقموں کے کھانے کی بھی توفیق نہیں رکھتا، مانگنا پڑتا ہے اس کو، بیماریاں ہیں، کوشش انسان کرتا ہے، اس کے مختلف اور سینکڑوں میدان ہیں، ناکامیاں بھی سینکڑوں ہیں۔ ذلت وادبار کے اندیشے ہیں۔ ہزار قسم کے دوسرے دکھ ہیں۔ اولاد بیوی وغیرہ کے متعلق تکلیف ہے۔ بچہ بیمار ہو جائے رات کا چین اٹھ جاتا ہے۔ بیوی کے ساتھ ناراضگی پیدا ہو جائے وہ پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔ پھر رشتے داریاں ہیں اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی ورثہ کی کبھی یہ کہ مجھ سے پیار کا اتنا سلوک نہیں کیا جتنا کسی دوسرے رشتہ دار سے کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ ساری تکالیف اور پریشانیاں جو ہیں یہ دنیا کی جہنم ہے اور مومن دعا کرتا ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً کہ اے خدا! اس دنیا کی آگ سے ہمیں بچا۔ ہر قسم کی تکلیف، دکھ درد پریشانی جو ہے اس سے تو ہمیں محفوظ رکھ اور ہماری زندگی کبھی بھی تلخ نہ ہو اور انسان یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا! تو ہمیں صحت سے رکھ، ہم

سب کو ساری جماعت کو خدا صحت سے رکھے۔ ہر نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ساری جماعت کو خدا صحت سے رکھے اور بیماروں کو شفا دے۔ ہمیں وعدے دیئے گئے کہ تمہارے مال میں کثرت بخشی جائے گی اولاد میں کثرت بخشی جائے گی۔

ہم دعائیں کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان بشارتوں کا وارث بنائے، عافیت سے رکھے اور پھر ہمیں توفیق دے کہ یہ ساری نعمتیں پانے کے بعد اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں اور خدا کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور دنیا کے جہنم سے بھی ہم محفوظ رہیں، دنیوی جنت بھی ہمیں ملے لیکن یہاں پر ختم نہ ہوں خدا تعالیٰ کے انعام ہم پر۔ جہاں اس دنیا کی جو جہنم ہے اس کی آگ سے ہمیں بچایا جائے۔ وہاں مرنے کے بعد کی جو جہنم ہے اُس آگ سے بھی ہمیں بچایا جائے اور جہاں اس دنیا کی جنت ہمیں ملے وہاں مرنے کے بعد کی جنت جو اللہ تعالیٰ کے پیار اور رضا کی جنت ہے وہ بھی ہمیں ملے۔

یہ ہے دعا جو رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ میں سکھائی گئی ہے ہمیں۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کے ہر پہلو کو سمجھنے اور ہر پہلو سے ہی خدا سے یہ دعا مانگنے کی ہمیں توفیق دے اور اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے کہ وہ اس دعا کو قبول کرے اور ہمارے لئے ہر دو جہنم کی حفاظت مقدر کی جائے اور ہر دو جنتیں ہمارے نصیب میں ہوں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۵)